چہ گویم باتو گر آئی بہ قادیان بینی | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۸ | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

عام قیمت پیشگی

جلد ۸ | مورخہ ۳۰ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۲ اپریل ۱۹۰۹ء | نمبر ۲۶

سارے جہان سے اچھا دار الاماں ہمارا | اڈیٹر و منیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دار الاماں ہمارا جنت نشان ہمارا

رپورٹ دورہ اڈیٹر

(نمبر ۳)

(سلسلہ کیواسطے دیکھو اخبار بدر نمبر ۲۴ و ۲۵ - ۱۵ - اپریل ۱۹۰۹ء)

ایک عجیب خواب

موضع مذکا بیان پہلے ہو چکا ہے اسجگہ برادر محمد یعقوب صاحب نے اپنا ایک ان دنوں کا خواب سنایا۔ جب کہ وہ سلسلہ حقہ احمدیہ کے سخت مخالف تھے وہ فرماتے تھے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے دو درخت لگائے ہیں ایک کا نام میں نے مولوی محمد حسین رکھا اور دوسرے کا نام میں نے مرزا غلام احمد رکھا۔ جس کا نام مولوی محمد حسین رکھا تھا وہ تو خشک ہو گیا اور جس کا نام مرزا غلام احمد رکھا تھا وہ بڑا ہوا اور سر سبز ہوا۔

دشمن ذریعہ ہدایت ہوا

جیسا کہ برادر محمد یعقوب صاحب کے احمدی ہونے کا واقعہ بیان کیا جا چکا ہے ایسے بہت سے واقعات ہوتے رہے کہ دشمن بدگو لوگوں کیواسطے راہنمائی کا موجب ہو گئے ایسا ہی ایک واقعہ لودیانہ ہوا تھا جبکہ دعوے کے ابتدائی سالوں میں حضرت مسیح موعود وہاں تشریف رکھتے تھے۔ تو ایک مولوی نے سر بازار نہایت جوش سے ساتھ ماندہ ہو کر کہا کہ جو کوئی مرزے کو قتل کرے گا وہ فوراً داخل بہشت ہو گا اور ستر حوروں کا مالک بنے گا۔ ایک جاٹ بھی کھڑا سنتا تھا۔ مولویصاحب کا فرمانا بہر حال درست جان کر اس کے دل میں جوش اٹھا۔ کہ چلو بہشت تو قریب ہے۔ آخر ایک نہ ایک دن مرنا ضرور ہے اگر ابھی آسانی سے بہشت مل جاوے تو ایک شخص کا مارنا کیا مشکل ہے۔ فوراً اپنی لمبی لاٹھی اٹھائے پوچھتا ہوا حضرت کے مکان پر آپہونچا۔ اتفاق سے اسوقت حضرت اقدس تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ مردانہ مکان میں بیٹھے ہوئے کچھ تقریر فرما رہے تھے۔ دروازے کھلے تھے ہر ایک شخص بلا روک اندر آسکتا تھا یہ بھی جا داخل ہوا اور لاٹھی کندھے پر رکھے ہوئے جا کر کھڑا ہو گیا کہ وار کرے۔ حضرت کی تقریر کے الفاظ جو اس کے کان میں پڑے تو ان کو سننے کیواسطے ذرا کھڑا ہو گیا چند منٹوں تک اس کے کندھے سے لاٹھی ڈھیلی ہو گئی پھر بیٹھ گیا اور تقریر سنتا رہا جب تقریر ختم ہو گئی تو اس ملاں کو جو بازار میں وعظ کرتا تھا سخت گالی دے کر کہنے لگا کہ وہ کیا بکتا تھا یہاں تو سراسر نورانی کلام ہے آگے بڑھ کر بیعت میں داخل ہوا اور چلا گیا۔

پٹی

پٹی ضلع لاہور میں ہے مگر چونکہ امرتسر سے پٹی کو ریل جاتی ہے اور راستہ بھی ہے اس واسطے میں ایکدن کے واسطے پٹی چلا گیا۔ وہاں کے دوست مرزا غلام حیدر بیگ صاحب جو بڑے نیک آدمی تھے اور سلسلہ کے پر جوش خادم تھے۔ فوت ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے احباب کو درخواست ہے۔ کہ ان کے واسطے نماز جنازہ پڑھیں۔ میں مرزا صاحب کے فرزندان مرزا جلال الدین و مرزا جمال الدین صاحبان سے ملا اور ان کے مکان پر ٹھہرا۔ اس جگہ ایک دوست مستری غلام محمد پائندہ کے فرزند ہیں۔ ریلوے میں ہیں جو بٹالہ کے بھائی ہیں۔ اسٹیشن پر بابو محمد طالب صاحب اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر اور ہیڈ بابو محمد شریف صاحب برادر زادہ منشی عبد العزیز صاحب پٹواری سیکھواں سے ملاقات ہوئی۔ سب صاحبان بہت محبت اور اخلاص سے پیش آئے اور اکثر ریل کے چلنے تک ساتھ رہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب کو جزائے خیر دے۔ مرزا محمد حسین بیگ صاحب بھی اسی جگہ قیام پذیر ہیں۔ مگر بسبب مصروفیت معاملات زمینداری وہ باہر تھے ان کی ملاقات نہ ہو سکنے کا افسوس رہا۔ اس جگہ مرزا افضل بیگ صاحب مرحوم کے بڑے بھائی مرزا امیر بیگ صاحب سابق تھانہ دار رہتے ہیں انہوں نے میرے آنے کی خبر سنکر چند ایک سوالات لکھ کر بھیجے جو جواب ان کو لکھے گئے وہ فائدہ عام کے واسطے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ جواب کے اندر سوالات بھی اختصاراً بیان کئے گئے ہیں اس واسطے ان کے الگ لکھنے کی ضرورت نہیں مرزا صاحب کو بہت کہلا بھیجا گیا کہ وہ خود تشریف لاویں اور زبانی ان باتوں کو سمجھ لیویں۔ مگر وہ نہ آئے بلکہ جتنی دیر میں وہاں رہا مسجد میں آنا بھی چھوڑ دیا

جواب خط مرزا امیر بیگ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؛ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مہربان من مرزا صاحب۔ بعد السلام علیکم کے عرض ہے۔

اعتراض پہلے

اول آپکا قلمی مسودہ اعتراضات جسمیں آپنے حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور بعض برادران احمدیہ

کتبہ محمد حسین عفی اللہ عنہ

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائیٹر و پبلشر پرنٹر کے حکم سے با اہتمام قاضی محمد ظہور الدین اکمل اسسٹنٹ چھپکر شائع ہوا)

کی کتابوں میں سے چند حوالجات کی سند دریافت کی ہے اور نیز چند اعتراض فروعی رنگ کے کئے ہیں بدست قاضی محمد علی اور اس کے بعد آپکا خط ملا جس میں آپنے صرف انجیل کے حوالہ دکھانے پر زور دیا ہے جو انجیل آپنے ارسال فرمائی وہ مکمل نہ تھی اور قاضی محمد علی اس کو واپس لے گیا تھا کہ مکمل انجیل بدل کر لاوے مگر تا حال وہ واپس نہیں آیا افسوس ہے کہ میری کتابیں اس وقت میرے ساتھ نہیں کہ میں خود ہی حوالہ نکال کر آپ کو بھیجدیتا اور اب میں واپس جانیوالا ہوں اس واسطے آپکے سوالات اور خط کا جواب مجملاً عرض کرتا ہوں آپ اس پر غور فرماویں اور اگر کوئی امر اس کے بعد بھی جواب طلب ہو تو آپ مجھ کو قادیان کے پتہ پر خط لکھ سکتے ہیں۔ مجھے انشاء اللہ جواب دینے میں عذر نہ ہوگا اگرچہ میں آجکل دورہ پر ہوں تاہم قادیان میں میرا پتہ خط و کتابت کا ہمیشہ محفوظ رہتا ہے اور وہاں سے مجھے ڈاک پہونچتی رہتی ہے۔

خود آتے

میں نے تو عرض کی تھی کہ آپ خود ہی تشریف لاتے بلکہ چند اور فہیم آدمیوں کو بھی ساتھ لاتے جو حق کی تلاش میں ہوں اور میں ان تمام سوالات کے جواب میں ایک تقریر کردیتا۔ یہ آسان امر تھا۔ تھوڑی دیر میں سب باتوں کا جواب زبانی عرض ہو سکتا تھا۔ لکھنے میں اب کہاں تک میں لکھتا جاؤں۔ مگر آپنے اس کو پسند نہ فرمایا۔ میرا منشاء مباحثہ سے نہ تھا بلکہ صرف یہ کہ آپ میری باتیں سن لیتے پھر اپنی جگہ انپر غور کر لیتے مگر آپ ایسا نہ کر سکے خیر آپ کی مرضی۔ میں مجبور نہیں کر سکتا۔

اور جو آپنے مجھے فرمایا ہے کہ میں اس مکان پر قیام نہ کروں اور آپکے پاس ٹھہروں۔ اس کیواسطے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن جن امور کی طرف اشارہ کر کے آپ مجھے مرزا غلام حیدر بیگ صاحب کے مکان پر ٹھہرنے سے منع کرتے ہیں ان سے کچھ زیادہ یہاں کے بعض لوگ آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور آپکے اندوختہ زمانہ ملازمت کے متعلق چہ میگوئیاں کرتے ہیں مرزا غلام حیدر بیگ صاحب تو فوت ہو گئے وہ بہت ہی نیک آدمی تھے اون کی اولاد کو بھی میں نے بانماز اور باغیرت متعلق دین پایا ہے لیکن اگر ان

بڑا گناہ کونسا ہے

میں ایسی کمزوریاں بھی ہوں جنکی طرف آپنے اشارہ فرمایا ہے۔ تب بھی میں آپ کی نسبت ان کو غنیمت سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ

غداری اور بغاوت

کے اس بڑے گناہ سے بچے ہوئے ہیں جو فسق و فجور کی نسبت بہت زیادہ خدا کو ناراض کرنے والا ہے۔ انھوں نے خدا کے مامور کو مان لیا ہے اور حتی الوسع اوس کے احکام کی پیروی کرتے ہیں آپ اس بات پر غور فرماویں اسکی مثال خود ظاہری دنیا میں موجود ہے۔ آج اگر کوئی شخص زنا۔ شراب اور چوری میں مبتلا ہوتا ہے تو گورنمنٹ اس کو سزا دیتی ہے مگر اس کی سزا ایسی سخت نہیں جیسی اس شخص کی ہے جو [illegible] کا انکار کرتا ہے۔ ایک شخص [illegible] سرکاری دربار میں اسکی [illegible] جرم نہ ہوگا لیکن اگر [illegible] کے خلاف [illegible] بازار میں [illegible] ہر کہہ [illegible] فوراً کالے پانی بھیجا جاتا ہے جیسا کہ [illegible] کا حال آپنے اخبار میں پڑھا ہوگا۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو خدا کے مامور کا انکار کرتے ہیں۔ خدا ان پر سخت ناراض ہے کیونکہ انھوں نے خدا کے فرستادہ کا انکار کیا ہے وہ جہنم میں گرائے جائینگے جو کالے پانی سے بدتر ہوگا کیونکہ وہ صرف کالا پانی نہیں بلکہ سخت گرم بھی ہوگا جس سے بدن جھلس جائینگے اس سے ڈرنا چاہئیے۔ غرض اس سلسلہ کے مخالف جن گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں وہ بہت ہی سخت گناہ ہے۔

سوالات فروعی ہیں

اب پیشتر اس کے کہ میں آپ کے سوالات کا جواب لکھوں یہ ظاہر کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ آپکے تمام سوالات فروعی ہیں اور اصولی رنگ میں آپنے کوئی اعتراض نہیں کیا انسان کو چاہئیے کہ اول اصول کو دیکھے اگر ان کے متعلق تشفی ہو جاوے تو فروعات کا اختلاف چنداں قابل توجہ نہیں ہوتا اس قسم کے اعتراض کہ فلاں حوالہ جو مرزا صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اصل کتاب میں نہیں ملتا یہ اونے باتیں ہیں اور ایسے اعتراض کے سبب یہود و نصاریٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سخت ٹھوکر کھائی ہے اور اب تک گمراہی کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں۔ جیسے الفاظ احمد والی پیشگوئی اور انجیل کی بعض کتابیں جن کا حوالہ اب توریت میں نہیں ملتا اور یہی بات ہے کہ کفار کیواسطے ٹھوکر کا موجب ہوئی ہے اسی کو آپ پکڑ بیٹھے ہیں۔ یہ مناسب نہیں کیونکہ یہ راہ بہت خوفناک ہے اور اس میں سخت ہلاکت کا اندیشہ ہے ایسا ہی یہ اعتراض کہ مرزا صاحب نے ایک جگہ کچھ لکھا ہے اور دوسری جگہ کچھ لکھا ہے یہ بھی اپنی ہی سمجھ کی کمی ہے اور ایسے اعتراضات عیسائیوں نے بہت سے قرآن شریف پر اپنی نادانی سے ترتیب کر دئیے ہیں۔

اصولی باتیں

اگر آپ تلاش حق میں ہیں تو آپ سب سے اول حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کو دیکھیں کہ آیا وہ پاکیزہ اور مطابق شریعت ہے یا نہیں پھر ان کے اپنی حالات کو دیکھیں کہ ہر ایک قسم کا [illegible] انہیں توفیق عطا ہوئی ہے [illegible] کو نہیں ہوئی پھر جن لوگوں نے ان کے ساتھ تعلق پیدا کیا اور اس تعلق میں پورے اترے ان کی حالت [illegible] دیکھیں۔ پھر خدا تعالیٰ نے ان پر جو کثیر التعداد الہامات نازل کئے ان کا پورا ہونا دیکھیں۔ پھر اس نصرت کو دیکھیں جو خدا نے ان کے [illegible] کی کہ [illegible] کے وقت [illegible] تھا اور خدا کی وعدہ [illegible] کے وقت [illegible] لاکھ غلام اس کے موجود تھے۔ پھر خدا کی تائید اس بات میں دیکھیں کہ اس کی وفات پر یہ سلسلہ اسی طرح قائم ہے اور روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ پھر ان معارف اور حقائق کو دیکھیں جو خدا تعالیٰ کی کتاب کے انہوں نے بیان کئے اور باوجود چیلنج دینے کے کوئی مولوی صوفی اس قسم کے معارف نہ لکھ سکا اس تمام کی شاندار باتوں کے بعد اگر کوئی بات کسی کی سمجھ میں نہ آوے تو یہ تقویٰ کے برخلاف ہوگا کہ وہ انکار کرے بلکہ صبر سے کام لینا چاہئیے اور انکار میں جلد بازی نہیں کرنی چاہئیے۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ خدا کی کتاب اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

نبی کی شناخت

یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم۔ یہ آیت بہت ہی قابل غور ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انبیاء کی شناخت تو اس سے ہوتی ہے بہت باریکیاں نکالنا جائز نہیں ہے۔ انبیاء کے متعلق جو نشانات اور دلائل صداقت کے ہوتے ہیں ان میں کسی قدر اخفاء اور غیب بھی رہ جاتا ہے کیونکہ بالکل غیب جس بات میں نہ ہو اس میں ثواب نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جس قدر نشانات پہلی کتابوں میں تھے۔ وہ سب پورے ہو گئے لیکن بعض باتیں ان میں بھی یہودیوں کے واسطے ٹھوکر کا موجب ہوئیں۔ مثلاً توریت میں پیشگوئی تھی کہ وہ تم میں سے تمہارے بھائیوں میں سے ہوگا اس کے معنے ظاہر یہ تھے کہ یہود نبی اسرائیل تھے اور وہ نبی بنی اسمٰعیل میں سے ہونیوالا تھا جو حضرت ابراہیم کی اولاد تھے اور بھائی تھے۔ مگر یہود نے یہی سمجھا تھا کہ آنے والا نبی یہودیوں میں سے ہوگا اس واسطے باوجود تمام نشانات کے انہوں نے ٹھوکر کھائی ایسا ہی اس زمانہ میں حضرت اقدس مرزا صاحب کے مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کے متعلق جس قدر نشانات تھے مثلاً کسوف خسوف۔ ستاروں کا گرنا

کے مختلف فرقوں میں چند کے نام لیکر مسٹر مترا نے یہ بیان کیا کہ گو یہ مذاہب ظاہر میں بڑے بڑے اختلاف رکھتے ہیں جن سے یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ ہندوستان میں ہمیشہ کے لئے تفرقہ اور اختلاف کا بیج موجود ہے مگر در اصل یہ سارے مذہب ایک ہی اصل کی متفاوت شکلیں ہیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک مذہب کے پیرو دوسرے مذہب کے اصل کی غلط فہمی کی وجہ سے اس پر ایسے اعتراض کرتے ہیں جو موجب رنجش اور فساد ہوتے ہیں بلکہ بعض تو اپنے ہی مذہب کی غلط فہمی کی وجہ سے دوسروں پر اعتراض کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ مسٹر مترا نے یہ بیان کیا کہ اس کانفرنس یعنی مذہبی جلسہ کی اصلی غرض ایسی غلط فہمیوں کو دور کرنا تھا تاکہ ہم سب اپنے اپنے مذہبوں کو اور ایک دوسرے کے مذہب کو بہتر سمجھنے کے قابل ہو جاویں اور فساد بغض اور کینہ درمیان سے اٹھ جاوے۔ اس کے بعد بابو صاحب نے یہ کہا کہ ایسے مذہبی جلسوں کے لئے ہندوستان سے بڑھ کر اور کوئی ملک موزوں نہیں ہے جہاں مختلف مذہبی فرقے ایک عادل اور بے تعصب گورنمنٹ کے ماتحت امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور اپنے اپنے مذاہب کا وعظ کر رہے ہیں اور چونکہ کبھی کبھی مختلف مذہبی فرقوں کے باہمی اتحاد میں رخنہ اندازی ہو کر فساد کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے بھی ایسے جلسوں کا ہونا ضروری ہے اور ملک کے دور دراز حصوں نے جس طرح ڈلیگیٹ بھیجکر اس جلسہ میں شمولیت اختیار کی ہے یہ امید دلاتی ہے کہ جس غرض کے لئے یہ جلسہ کیا گیا ہے وہ ایسے متواتر سالانہ جلسوں سے ضرور حاصل ہو کر رہے گی۔

مسٹر مترا کی تقریر کے بعد مہاراجہ دربھنگہ نے جو اس جلسہ کے پریزیڈنٹ تجویز کئے گئے تھے اپنی افتتاحی تقریر پڑھی اس تقریر میں مہاراجہ صاحب نے یہ بتلایا کہ اس قسم کی کانفرنسیں جو اغراض مذہبی کے لئے ہوں ہمیشہ سے ہوتی چلی آئی ہیں ابتدا میں برہمن دوسرے لوگوں کو ایسی کانفرنسوں میں شامل ہونے کی اجازت نہ دیتے تھے مگر بدھ مذہب کے پھیلنے سے ہندو سوسائٹی میں ایک بڑا تغیر واقع ہوا۔ اور سب سے پہلا مذہبی کانفرنس جو باقاعدہ طور پر ہوا وہ تھا جو ۵۴۳ قبل مسیح میں بدھ مذہب کے پیرؤں نے بمقام راجگیر (بہار) کیا۔ دوسرا کانفرنس انہوں نے ہی ایک سو سال بعد منظفر پور میں کیا اور تیسرا کانفرنس بدھ مذہب کا راجہ اشوک کے ماتحت، ۲۰۵ قبل مسیح میں پٹنہ میں ہوا۔ چوتھا کانفرنس پہلی صدی عیسوی کے قریب جالندھر میں ہوا۔ ساتویں صدی عیسوی میں راجہ ہرش وردھن ہر پانچ سال بعد مذہبی کانفرنس کیا کرتا تھا۔ اسی طرح پر جین مت کے پیرو مذہبی کانفرنس کیا کرتے تھے جن میں سب سے مشہور وہ کانفرنس ہے جو دوسری صدی عیسائی میں متھرا میں ہوا۔ شنکراچارج اور ایک شخص پہلے برہمن مصنفین تھے جنہوں نے مذہبی کانفرنسوں کی ٹھیکٹ پر منعقد کئے جانیکی ممانعت کی۔ اگرچہ ان کا مقصد مذہبی فتح کا حاصل کرنا تھا۔ مگر جو مذہبی کانفرنس وہ کرتے تھے ان میں اس وقت کے موجودہ سب مذاہب کے پیرؤں کو بلاتے تھے۔ پھر اکبر بادشاہ کے زمانے میں ہم مختلف مذاہب کے پیرؤوں کی کانفرنسوں کا ذکر پاتے ہیں اور زمانہ حال میں شکاگو اور وینس میں مذاہب کے پارلیمنٹ منعقد ہوئے ہیں اور ایسے کانفرنس وقتاً فوقتاً یورپ کے دوسرے حصوں میں بھی ہوتے رہتے ہیں۔

اس کے بعد مہاراجہ صاحب نے یہ بیان کیا کہ مذہب انسان کی فطرت میں مرکوز ہے۔ دنیا کے کسی حصہ میں چلے جاؤ۔ اور اعلےٰ سے اعلےٰ تہذیب یافتہ قوموں سے لیکر ادنےٰ سے ادنےٰ درجہ کے لوگوں کو دیکھ لو ایک اعلےٰ طاقت کی ہستی کو سب جگہ تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ سب مذاہب اس تلاش کو ظاہر کرتے ہیں جو انسان کی فطرت میں اپنے خالق حقیقی کے لئے رکھی گئی ہے اور سب کا مقصد یہی ہے کہ وہ خدا کو پائیں مگر خدا ان سب میں موجود ہے اور وہ ان تمام مذاہب کے ذریعے اپنے بندوں کو ایک ہی طرف لیجا رہا ہے اگرچہ وہ وقت نزدیک نہ ہو لیکن سب کے سب انسان مختلف راہوں سے ایک ہی وسیع مذہب کی طرف حرکت کر رہے ہیں اور وہ مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سب کا مالک اور تمام انسان بھائی بھائی ہیں اسی صداقت پر انسانوں کو پہنچانے کے لئے ہم سب یہاں جمع ہوئے ہیں اس کے بعد پریزیڈنٹ نے سرسری طور پر بڑے بڑے مذاہب کا ذکر کیا۔ اسی ذکر میں اسلام کے متعلق یہ کہا۔

"اسلام کا مفہوم یہ ہے کہ انسان صدق دل سے اپنے تئیں اپنے مالک حقیقی کے سپرد کر دے اور خدا تعالیٰ کی مرضی کا تابع ہو جاوے۔ جلیل الشان نبی عرب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمام مسلمانوں کے لئے پانچ فرائض کا بجالانا ضروری قرار دیا ہے۔ اول یہ ایمان کہ خدا ایک ہے۔ دوسرے پانچ نمازوں کا ہر روز ادا کرنا۔ تیسرے زکوٰۃ دینا۔ چوتھے رمضان کے روزے رکھنا۔ اس مذہب کا ایک ضروری عقیدہ ہے جس میں انسان کو یہ تعلیم دیگئی ہے کہ اس کو اپنی زندگی مفید اور نیک کاموں میں صرف کرنی چاہیئے اور وقت کو لہو و لعب اور فضول کاموں میں ضائع نہ کرنا چاہیئے ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ تمدن کے مختلف مراتب میں دولتمند گو یا غریب آدمی کا قدرتی محافظ ہے اور غریب آدمی دولتمند کی میز پر بیٹھ سکتا ہے۔ مسلمان سوسائٹی میں امرا اور غربا کے درمیان کینہ انگیز تفاوت اور امتیاز کہیں نہیں رکھا گیا ہے زکوٰۃ کا حکم چالیسواں حصہ مال کا غربا کی امداد کے لئے دیا جاتا ہے یہ عظیم الشان مذہب اسلام کی خالص اور سچی تعلیم ہے۔"

دوسرے مذاہب اور ہندو مذہب کا ذکر کرنے کے بعد اور ڈیلیگیٹوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مہاراجہ صاحب نے اپنی تقریر کو ان الفاظ پر ختم کیا کہ "انجام کار ایک ہی مذہب رہ جائیگا جو خدا کی محبت اور انسان کی محبت کا اظہار ہوگا۔ خدا کرے کہ یہ مذاہب کی پارلیمنٹ دنیا کی تاریخ میں اس عظیم الشان دن کے لانے کا ذریعہ ہو" پریزیڈنٹ کی افتتاحی تقریر کے بعد جلسہ کی اصل کارروائی شروع ہوئی سب سے پہلے یہودی مذہب پر مضامین پڑھے گئے یہودی مذہب پر تین مضمون پروگرام میں درج تھے جن میں سے پہلا مضمون مسٹر اسحق اور دوسرا مسٹر کوہن نے پڑھا۔ مسٹر اسحق کا مضمون دلچسپ تھا نہ اس لئے کہ راقم مضمون نے یہودی مذہب کی اصل حقیقت کو پیش کیا بلکہ اس لئے کہ اس نے یہودی مذہب کی طرف وہ باتیں منسوب کیں جو آجکل تعلیمیافتہ گروہ میں عمدہ مذہب کی اچھی صفات سمجھی جاتی ہیں اس مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ یہودی مذہب کی بنا معجزات یا کسی مخفی امر پر نہ تھی بلکہ یہ ایک بیّن الثبوت قومی مذہب تھا۔ یہودی مذہب کا اصل الاصول یہ تھا کہ ایک قادر مقتدر ہستی خدا تعالےٰ پر ایمان لایا جاوے ایک ہی شریعت ہو اور سب انسان برابر ہوں۔ فاضل مضمون نویس نے سامعین کو یہ بھی یقین دلانے کی کوشش کی کہ یہودی مذہب کی سب سے بڑی کوشش اور اہم ترین مقاصد ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ خدا تعالےٰ کی ربوبیت عامہ کے نیچے تمام انسانوں کو عام صلح اور نیک اندیشی اور روشنی کے نیچے لاکر ایک ہی اخوت کے سلسلہ میں منسلک کیا جائے اس نے یہ بھی بیان کیا کہ اسلام اور عیسائی مذہب یہودی مذہب سے نکلے ہیں اور مسیحؑ اور (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے یہودی مذہب کی تمام عمدہ باتوں کو اپنے مذہب میں لے لیا ہے۔ یہودی مذہب یا یہودی قوم کی ایک یہ بھی خوبی بیان کی گئی کہ گو وہ تین ہزار سال سے ہر طرف سے مار ہی کھاتے چلے آئے ہیں۔ اور خصوصاً عیسائیوں کے نیچے کئی صدیوں تک وہ سخت مظالم اور تکالیف اور اذیت کا نشانہ بنے رہے مگر انہوں نے اپنی قومیت اور مذہب کو کھویا نہیں۔

یہودی مذہب کے بعد زردشتی مذہب۔ بدھ مذہب۔ جین مذہب اور برہمو مذہب پر مضامین پڑھے گئے۔ بدھ مذہب پر ایک پرچہ سوامی دھرم پال کا تھا۔ یہ سوامی صاحب امریکہ میں بھی ہو آئے ہیں۔ جب ان کے مضمون کی باری آئی تو بجائے اپنا مضمون سنانے کے انہوں نے ایک غیر متعلق لکچر دیا

شروع کردیا جس مین اعتماد اور اطمینان قلب پرزور تھا پریزیڈنٹ نے اس موقعہ پر اخلاقی جرأت سے کام لے کر سوامی صاحب کو لکھا کہ اس طرح پر لکچر دینے کی اجازت نہین جو مضمون پہلے لکھا ہوا ہے وہ پڑھ کر سنایا جاوے۔ عجیب بات یہ ہے کہ وہی لکچرار جو ابھی جوش وخروش سے اطمینان قلب کا وعظ کہہ رہا تھا صرف اتنی اور بالکل واجب بلکہ ضروری ہدایت پر ایسا گھبرایا کہ اس کے ہاتھ پاؤن کانپنے لگے اور منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا اور اسی اضطراب کی حالت مین وہ اپنی جگہ پر آبیٹھا اور مضمون نہ سنایا۔ مسٹر متر نے اسی موقعہ پر کھڑے ہو کر یہ ظاہر کیا کہ ہم نے کوئی ناواجب مطالبہ نہین کیا بلکہ یہ ضروری ہے کہ قواعد کی پابندی کی جاوے ورنہ ہر ایک شخص بجائے اصل مضمون کو پڑھنے کے جو جی مین آیا کہہ دیگا۔ اس کے بعد دوسرا مضمون شروع کیا گیا جس کے ختم ہونے کے بعد سوامی جی ہر میان کے ایک دوست نے معذرت کر کے مضمون کے سنایا جانے کی اجازت چاہی چنانچہ وہ مضمون پڑھا گیا اس واقعہ کے ذکر کرنے سے میری غرض یہ ہے کہ لفاظی اور چیز ہے اور حقیقت اور چیز بہت لوگ ہین جو اس زمانہ مین صرف لفظون سے لوگون کو خوش کرنا چاہتے ہین اور بہت ہین جو صرف لفظون سے خوش ہو جاتے ہین مگر اصل حقیقت موقعہ پر معلوم ہوتی ہے۔ بدھ مذہب خدا کی ہستی کے انکار مین دہریت تک پہونچ گیا ہے۔ یہ الزام گوتم بدھ پر نہین کیونکہ اس کی قبولیت بتاتی ہے کہ وہ ایک راستباز آدمی تھا۔ مگر اس کے بعد بدھ مذہب نے یہ رنگ اختیار کرلیا ہے جس مین اللہ تعالے کا انکار پایا جاتا ہے سو لفظ تو ان کے پاس بہت ہین مگر ان لفظون کے نیچے حقیقت کچھ نہین۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

دوسرے دن کی کارروائی بھی بارہ بجے شروع ہوئی پہلے دن کی کارروائی مین اس قدر امر اور قابل ذکر ہے کہ سوائے پہلے پرچہ کے جو یہودی مذہب پر پڑھا گیا اور جس کی طرف شاید انوکھا پرچہ ہونے کی وجہ سے سامعین نے بہت توجہ کی باقی پرچے عموماً بے توجہی سے سنے گئے اور جب مضامین پڑھنے والون نے سامعین کی بے توجہی کو دیکھ کر بھی اپنے مضمون کو ختم نہ کیا تو یہ غیر مہذبانہ طرز اختیار کی گئی کہ تالیان پیٹ کر مضمون پڑھنے والے کو خاموش کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس بے توجہی کے وجوہات بہت سی معلوم ہوتی ہین۔ مگر سب سے بڑی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ خود کانونشن کے لئے کوئی خاص مضمون تجویز نہین کیا گیا۔ جو لوگون کی دلچسپی کا باعث ہوتا۔ ایسے مذہبی مجمع کے لئے مناسب یہ تھا کہ ایک یا زیادہ سوال تجویز کئے جاتے اور ان کے جواب مختلف مذاہب کے حامیون سے طلب کئے جاتے اس سے سننے والون کو بھی ایک اشتیاق پیدا ہوتا اور لکھنے والے بھی زیادہ محتاط ہوتے اپنے فرقہ یا مذہب کے حالات عقائد وغیرہ کے متعلق مضمون لکھنا اور وہ بھی اس قدر کہ آدھ گھنٹہ مین سنایا جاسکے۔ اس مین لکھنے والون کے لئے بھی مشکلات تھین اور سننے والے بھی حیران تھے کہ عموماً وہی باتین ان مضامین مین پیش کی گئین جو روز سنتے تھے۔ میری رائے مین اس جلسہ کے مضامین مین زیادہ دلچسپی سامعین کی طرف سے نہ ہونے کی بڑی وجہ یہی تھی۔ توجہ کو ایک طرف لگانے کے لئے کوئی بات اس توجہ کے کھینچنے والی ضرور ہونی چاہئیے اور وہی ان مضامین مین موجود نہ تھی ایک شخص نے بدھ مذہب پر مضمون شروع کیا تو سوائے بدھ کے قصہ کے اور کوئی تذکرہ نہین ایسا ہی ہر ایک مضمون نویس نے وہی پہلا چال اختیار کیا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر مضامین مین ضروری دلچسپی پیدا نہ ہوسکی اور اکتا گئے ہوئے ناظرین نے بعض وقت تنگ ہو کر اس طرح سے مضمون پڑھنے والے کو بند کرنے کی کوشش کی جس کا مین ذکر کر چکا ہون۔

دوسرے دن کی کارروائی کا ابتدا عیسائی مذہب سے ہوا۔ سابق جج آنریبل نریندرو ناتھ سین بہادر کی تقریر کا خلاصہ جنہون نے اس دوسرے جلسہ کا افتتاح کیا یہ تھا کہ مذہبی کانفرنس ایک ایسے وقت مین ہوا ہے جبکہ اس ملک کے لوگون کا قومی احساس از سر نو زندہ ہوا ہے مگر اس قومی سپرٹ مین نئی روح پیدا ہونے سے ہماری ذمہ داریان اور بھی بڑھ گئی ہین اور جو سوال اس وقت ہمارے سامنے پیش ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم اپنی قومی زندگی کو کس راہ پر چلائین کہ اس کی ترقی صحیح اصول پر ہو۔ مذہب کے سوال کو قوم بنانے کے سوال سے بڑا بھاری تعلق ہے۔ اب تک ہمارا ایک پولیٹیکل کانگریس اور کئی پولیٹیکل کانفرنسین سال بہ سال ہوتی ہین اور ان کے ساتھ تمدنی کانفرنس ٹمپرنس کانفرنس اور ایسی کانفرنسین بھی ہوتی رہتی ہین۔ مگر ہمارے مذہب کا کیا حال ہے؟ کیا ایک مذہبی کانفرنس سب سے زیادہ ضروری امر نہین ہے؟ کیا اس سارے پولیٹیکل کام نے جو اب تک ہم نے کیا ہے ہندو مسلمانون کے فسادون یا سنی شیعہ کے فسادون کا خاتمہ کردیا ہے؟ لیکن اگر ہم مذہب کی طرف اس قدر توجہ کرتے تو مذہب کے ذریعے سے ان فسادون کا خاتمہ ہوسکتا تھا۔ دوسری طرف دیکھو کہ مذہب کے نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے درمیان کس قسم کی برائیان پیدا ہوگئی ہین۔ جن مشکلات مین سے ہندوستان اس وقت گذر رہا ہے وہ لامذہبی اور مذہب سے خالی تعلیم کا نتیجہ نہین تو اور کیا ہین؟ یہ انارکسٹ تحریک جو اس وقت ہمارے درمیان پیدا ہوگئی ہے لامذہبی کا نتیجہ نہین تو اور کیا ہے؟ پس ایک غور کرنے والا انسان آسانی سے دیکھ سکتا ہے کہ ایک ایسا مذہبی جلسہ جیسا ہم آج کر رہے ہین وہ ہر قسم کے جلسون اور تحریکون سے بہت بڑھ کر مفید ہے اگر کوئی ایسی چیز ہے جس کی ہمین سب سے زیادہ ضرورت ہے تو وہ ایک مذہبی کانفرنس یا مذہبی کانونشن ہے .... یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ کلکتہ مین بہت ہی تھوڑی ایسی انسٹیٹیوشنین ہین جو مذہب کے لئے قائم کی گئی ہون .... یہ ایک یقینی بات ہے کہ آئندہ چند ہی سالون مین ہم ہندوستان مین ایک مذہبی تجدید کی خوش کرنے والی آواز سنین گے۔ ہمین اپنے سامنے ایک نئے زمانہ کا آغاز نظر آتا ہے۔"

اس افتتاحی تقریر کے بعد پادری ہربرٹ اینڈرسن نے اپنا مضمون عیسائی مذہب پر پڑھا۔ ابتدا مین پادری صاحب نے یہ بیان کیا کہ عیسائی مذہب کی بنیاد چند تاریخی واقعات پر منحصر ہے اس تاریخی منبع سے نکل کر عیسائی مذہب خدا کی وحی پر مبنی ہونے کا دعوے کرتا ہے اور اس مین اصولی طور پر ایک مقدس اور اپنے آپ کو ظاہر کرنے والے خدا کو ماننا پڑتا ہے اور یہ ایک کفارہ کا مذہب ہے۔ کفارہ کو بیان کرنے کے بعد پادری صاحب نے فرمایا کہ اگر تاریخی طور پر عیسائی مذہب کی ترقی کو دیکھا جاوے۔ تو معلوم ہوگا کہ اس مذہب نے دنیا مین بغیر تلوار کی مدد کے استحکام حاصل کیا۔ اور ابتدائی صدیون مین باوجود حکومت کی مخالفت اور ایذا کے یہ مذہب ترقی کرتا رہا اس مذہب مین کبھی کوئی دنیوی کشمکش نہین ہوئی (اسکی صداقت پر پادری صاحبان کے مذہب پھیلانے کے موجودہ طریق کافی گواہ ہین) اس مذہب نے جن ملکون مین قدم رکھا وہان کے سول انسٹیٹیوشنون مین کوئی دخل نہین دیا اور نہ ہی ان کی رسوم اور رواجون کو چھیڑا۔ بشرطیکہ ان مین بت پرستی نہ ہو یا خلاف اخلاق نہ ہون۔ اس مذہب کی حقیقت بیان کرتے ہوئے پادری صاحب نے یہ کہا کہ عیسائی مذہب کے متعلق یہ نہین کہا جاسکتا کہ وہ انسانی فطرت کے مخفی گہرائیون سے پیدا ہوا ہے۔ نہ ہی یہ کوئی زندگی کا فلسفہ ہے اور نہ ہی کوئی علمی سلسلہ ہے بلکہ اس کا دعوے یہ ہے کہ اپنے بانی کی ذات مین یہ مجسم صداقت ہے۔ عیسائی مذہب کے بانی کو ذکر کرتے ہوئے پادری صاحب

بیٹھے تھے۔ اور جہاں جہاں سے خواجہ صاحب گذرتے تھے وہ سب انکو مبارکباد دیتے تھے۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جلسہ کے تین دنوں میں کسی اور مضمون سنانے والے کے متعلق نہیں ہوئی۔ ابھی مضمون سناتے ہوئے دس پندرہ منٹ ہی ہوئے تھے۔ اور دوسرے مضمون سنانے والے تھے کہ منتظم کمیٹی کے سکرٹری ہمارے پاس ایک رقعہ لائے اور یہ دریافت کیا کہ آپ کتنے دن اور یہاں ٹھیر سکتے ہیں یہ رقعہ مسٹر متر پریزیڈنٹ منتظم کمیٹی کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا جس میں انہوں نے سکرٹری کو یہ لکھا تھا۔ [illegible] - میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ مولوی محمد علی سے [illegible] یہ کہا جاوے کہ وہ کسی اور جگہ پر مثلاً ودیکا نند سوسائیٹی میں لیکچر دیں" چنانچہ اسی غرض کے لئے سکرٹری مذکور نے یہ دریافت کیا تھا کہ ہم کتنے دن اور ٹھیر سکتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے ان کو کہا کہ ہم زیادہ سے زیادہ ۱۲ - اپریل تک یہاں ٹھیر سکتے ہیں اور ۱۲ - اپریل کی شام کو یہاں سے ہمارا روانہ ہو جانا ضروری ہے۔ اس جواب پر مسٹر متر اور ان کے معاونین نے یہ کہا کہ ۱۱ - اپریل کی شام کو تو کانفرنس ختم ہوگی اور صرف ایک دن کا وقفہ لیکچر کے اشتہار اور اس کے متعلقہ ضروری انتظاموں کے لئے کافی نہیں ہے پھر انہوں نے یہ کہلا بھیجا کہ آپ لوگ پھر کسی دوسرے وقت پر فرصت نکالکر آویں اور یہاں کئی لیکچر دیں کیونکہ بہت لوگ آپ سے سننے کے مشتاق ہیں۔

اثنائے مضمون میں ایک جگہ پیغام صلح کا بھی ذکر آیا تھا اور اسی موقعہ پر جناب خواجہ صاحب نے یہ کہہ دیا تھا کہ اس رسالہ کی چند انگریزی کاپیاں ہمارے پاس موجود ہیں۔ لیکچر کے بعد جو لوگ چاہیں لے سکتے ہیں چنانچہ تین چار سو رسالہ دست بدست تقسیم ہو گیا مگر اتنے بڑے جلسہ میں اتنی کاپیوں سے کیا ہو سکتا تھا۔ بہت لوگ مانگتے رہے مگر کوئی کاپی باقی نہ رہی تھی اس مضمون کے بعد بنگالی زبان میں مولوی [illegible] احمد صاحب کا مضمون سنایا گیا۔ پھر سکھ مذہب تھیوسوفی اور ویدو دھرم پر مضامین سنائے گئے لیکن چونکہ بعض لوگ جن کے نام پروگرام میں درج تھے۔ جلسہ میں حاضر نہ ہو سکے۔ اس لئے قریب ساڑھے پانچ بجے آج کی کارروائی ختم ہوئی۔

جلسہ برخاست ہوتے پر مسٹر متر نے بڑی خوشی سے میرے پاس آکر یہ کہا کہ آپ کا پرچہ بہت اعلےٰ درجہ کا تھا ایک یورپین صاحب نے جو جلسہ میں حاضر تھے خواجہ صاحب سے کہا کہ میں یہ سنکر بہت خوش ہوا کہ آپ نے عیسائی مذہب کا خاتمہ کر دیا اور اگر کوئی صداقت مجھے آپ کے مذہب سے مل سکے تو میں اسے لینے کے لئے تیار ہوں بنگالی نوجوان رستہ میں ہم سے ملتے تھے اور بڑی خوشی سے حال دریافت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم آپکے سلسلہ کے حالات سننے کے مشتاق ہیں وہ یہ بھی تعجب سے کہتے تھے کہ اسلام کی تعلیم ایسی عجیب ہے کہ عام مسلمان اس کا کیا نقشہ پیش کر رہے ہیں رات کو بنگلہ کی کوٹھی پر ڈیلیگیشنوں کی کمیٹی ہوئی جسمیں میں اور خواجہ صاحب بھی کمیٹی میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ مذہبی جلسہ سال بسال ہوا کرے آئندہ سال دسمبر یا جنوری میں مدراس یا بمبئی میں جلسہ ہو ایک مستقل کمیٹی اس جلسہ کے انتظام کیلئے تجویز کی گئی جس میں جناب خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب ممبر مقرر ہوئے اس کمیٹی میں مہاراجہ دربھنگہ سے ملاقات ہونے پر مہاراجہ صاحب نے پھر ہمارے مضمون کا خوشی سے ذکر کیا اور کہا کہ آپ نے نہایت پاکیزہ الفاظ میں اپنے مضمون کو ادا کیا اور یہ خواہش ظاہر کی اور بھی بہت سے لوگوں نے اثنائے قیام کلکتہ میں یہی خواہش ظاہر کی کہ ہماری طرف سے کچھ اور لیکچر سلسلہ کے متعلق ان مضامین پر ہوں جن کا ذکر مضمون میں تھا اس لئے پہلے یہ ارادہ کیا گیا تھا کہ ماہ مئی کے اخیر میں چند لیکچروں کا انتظام کیا جاوے۔ مگر چونکہ گرمیوں کے موسم میں کلکتہ جیسے مقام میں اجتماع میں بہت دقتیں ہوتی ہیں اس لئے مزید غور کر کے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اخیر اکتوبر یا نومبر میں چند لیکچروں کا کلکتہ میں انتظام کیا جاوے اور خواجہ صاحب کے ساتھ بعض اور دوست بھی جائیں۔ پیغام صلح کلکتہ میں بہت ہی قبولیت کی نظر سے دیکھا گیا اور پنجاب کے اہل ہنود کے خلاف جنہوں نے ایسے عجیب پیغام کو بھی تنگدلی سے سنا کلکتہ کے لوگوں نے بہت فراخدلی سے پیغام صلح کو پڑھا اور اس پر خوشی ظاہر کی اور بظاہر وہ لوگ اس پیغام کو قبول کرنے کیلئے تیار نظر آتے تھے امید ہے کہ ہماری طرف سے کافی تحریک ہونے پر حضرت مسیح موعود کا وہ مبارک منشاء پورا ہو جاویگا جو پیغام صلح میں آپکے مد نظر تھا۔

تیسرے دن کا اجلاس اس مذہبی جلسہ کا حسب معمول بارہ بجے شروع ہوا اور ہندو مذہب کے مختلف فرقوں پر مضامین پڑھے گئے۔ آج ہی آریہ سماج پر بھی ایک مضمون تھا مگر جو صاحب اس مضمون کے پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے انہوں نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ دو چار منٹ میں سوامی دیانند کے مختصر حالات بیان کر کے پرچے کو میز پر رکھ دیا ان کے ساتھی بھی انکی اس کارروائی سے حیران تھے۔ وشنوازم پر پانند بھارتی نے مضمون پڑھنا تھا مگر انہوں نے بھی بجائے مضمون پڑھنے کے ایک لیکچر بت پرستی پر دیا جسمیں یہ کہا کہ سب انسان بت پرست ہی ہوتے ہیں کوئی ایک قسم کی بت پرستی کرتا ہے کوئی دوسری قسم کی اور ہمیں اپنی بت پرستی پر بہت فخر ہے کیونکہ جب تک محبوب چیز کے بت کا تصور دل میں نہ لایا جاوے کمال محبت حاصل نہیں ہو سکتا اور جس بت پرستی نے ایسے ہندو پیدا کر دئے ہیں جیسے آج اس ہال میں موجود ہیں اس بت پرستی پر جسقدر ناز کیا جاوے بجا ہے۔

ان تین دنوں کے اجلاسوں کے ساتھ مذہبی کانفرنس کا اس سال کے لئے خاتمہ ہوا جہاں تک میں دیکھتا ہوں اس مذہبی جلسہ میں جو کامیابی اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ کو عطا کی وہ وہم ہمو تسو والی کامیابی کی طرح ہے گو جو مضمون اس جلسہ میں پڑھا گیا وہ اس مقدس دل سے نہ نکلا تھا جو اللہ تعالیٰ کی وحی کا سرچشمہ تھا بلکہ آپکے ہی بعض خیالات اور مضامین کو مختصر طور پر آپکے ایک ادنیٰ خادم نے اپنے الفاظ میں جمع کیا تھا۔ گو اس کے پڑھا جانے کیوقت وہ موید و منصور امام پیچھے دعا میں لگنے کے لئے موجود نہ تھا اور گو اس کی کامیابی کی پیش از وقت خبر دینے والا کوئی نہ تھا بلکہ ایک تذبذب کی حالت میں ہم لوگ لاہور سے روانہ ہوئے تھے مگر چونکہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کے قدم جمانا چاہتا ہے۔ اور گو ہمارا وہ پیارا امام اٹھایا گیا مگر اللہ تعالےٰ نے اپنی نصرتوں اور تائیدات کو نہیں روکا اس لئے آلہی تصرف نے اس مضمون میں بھی قبولیت پیدا کر دی تاکہ اس کے خادم خدا تعالیٰ کے ان تصرفات اور نصرتوں اور تائیدات کو دیکھکر اپنے کام میں اور بھی زیادہ ہمت اور جوش سے لگ جاویں جلسہ مہوتسو میں اور پھر اس جلسہ میں اس قسم کی کھلی کھلی کامیابی بھی حضرت مسیح موعود کی صداقت پر ایک دلیل ہے کیونکہ آپ کسی بناوٹ سے اپنی باتوں کو پیش نہ کرتے تھے بلکہ آپکی باتیں سخن کز دل برون آید نشیند لاجرم بر دل۔ کا مصداق تھیں آپ صدق دل سے یہ بات چاہتے تھے کہ مختلف مذاہب جمع ہو کر اپنی اپنی خوبیوں کو پیش کریں تاکہ طالبان حق کیلئے سچے مذہب کی شناخت کا راہ کھل جائے تعصب میں مبتلا لوگوں نے آپکی راہ میں بہت سی روکیں ڈالنی چاہیں اور ڈالیں مگر اللہ تعالےٰ نے آپکے سب ارادوں کو آپکی زندگی میں بھی پورا کیا اور اب آپکے وصال کے بعد بھی پورا کر کے دکھا رہا ہے وہ مذہبی جلسہ جس کیلئے آپکے دل میں تڑپ تھی تاکہ لوگ آپکی باتوں کو سن سکیں وہ گو قادیان میں نہ ہوا مگر اللہ تعالےٰ نے اس کیلئے اسباب پیدا کر دئے اور آپکے منشاء کو جسطرح ۹۶ء میں پورا کر کے دکھایا اسی طرح آج بارہ سال بعد پھر اسی منشاء کو پورا کر کے دکھا دیا مگر کوشش شرط ہے

بکوشید ای جوانان تا بدین قوت شود پیدا + اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے میں ان احباب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس سلسلہ کے ادنیٰ خادموں کیلئے تکلیف اٹھائی سب سے پہلے قابل شکریہ کلکتہ کی مختصر مگر پر ہمت جماعت ہے اس جماعت کے سکرٹری شیخ غلام نبی صاحب ہیں انہوں نے اور ان کے دیگر احباب نے جنمیں حکیم محمد عمر صاحب فیروزپوری بھی ہیں جو آجکل کلکتہ میں مقیم ہیں بہت ہی اخلاص اور محبت سے خدمت کی اور ہر ایک تکلیف کو راحت سمجھ کر کام کیا۔ شیخ غلام نبی کیلئے احباب دعا بھی کریں کیونکہ وہ آجکل کسیقدر مالی ابتلاء کے نیچے ہیں جماعت کٹک نے بہت اصرار کیا کہ ہم لوگ انکی خدمت میں بھی حاضر ہوں اور ایسا ہی جماعت مونگھیر نے جہاں سے نہ صرف متواتر خطوط اور تاریں ہی آئیں بلکہ انہوں نے پہلے سید ارادت حسین صاحب کو اور پھر ایک خاص آدمی بھی اسی غرض کے لئے بھیجا مگر افسوس ہے کہ فرصت نہ ہونے کی وجہ سے ہم کہیں نہ جا سکے اگر پہلے سے یہ اطلاع ہوتی تو ایسا انتظام ہو سکتا تھا کہ ہم ان احباب کی خدمت میں حاضر ہو کر خوشی حاصل کرتے۔ امید ہے کہ کسی دوسرے موقعہ پر جب کلکتہ جانا ہوا تو انشاء اللہ ان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بھی وقت نکل سکیگا۔ انبالہ میں جاتے ہوئے شہر اور چھاونی کی جماعتیں اور منشی محمد یوسف صاحب اور بابو عبد الرحمان صاحب سٹیشن پر تشریف لائے اور واپسی پر ٹھیرنے کیلئے اصرار کیا اور لودیانہ سے منشی محمد شفیع صاحب نے تار دی کہ واپسی پر وہاں ٹھیریں مگر ان تمام مخلص احباب سے معذرت خواہی ہی کرنی پڑی انبالہ شہر اور چھاونی کے دوست واپسی پر بھی سٹیشن پر تھے لودیانہ کے سب دوست بھی سٹیشن پر تھے اور وہاں صرف گاڑی بدلنے کیلئے خاکسار راقم کوئی دو گھنٹہ کیلئے ٹھیر بھی گیا تھا۔ بنارس میں مولوی آلہی بخش صاحب کو خط لکھا گیا تھا مگر وہ کسی وجہ سے سٹیشن پر تشریف نہ لا سکے کلکتہ میں منشی انوار حسین خان صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جن کے صاحبزادہ [illegible] میں ملازم ہیں اثنائے کلام میں منشی صاحب نے فرمایا کہ میں نے اپنے لڑکوں کو کہا کہ اگر تم قادیان میں پڑھو گے تو میں خرچ دونگا ورنہ نہیں دونگا چنانچہ ان کے دونوں صاحبزادے